

ہو گئی تھی، گویا قیامت آگئی۔ شراب
 جہاں جہاں اور جس جس طرف میں تھی،
 انگڑائی کا تصویر خانہ بن گئی تھی۔ یعنی ساقی
 موجود نہ تھا۔ میکشوں کا مجمع نشے کے
 اتار کی بے مزگی اور بے لطفی کا باعث
 سراپا کی وپریشانی کی ایسی حالت میں تھا
 جیسی قیامت کو رونما ہوگی۔ تمام میکش
 لمبی لمبی انگڑائیاں لے رہے تھے۔ ایسا
 معلوم ہو رہا تھا کہ ہر شراب خانہ اور آل
 کا ہر ظرف شراب... ساغر، مینا، سبوت، خم، حوض وغیرہ سراپا انگڑائیوں کا تھوڑا مشق بنا ہوا ہے۔
 میکشوں کو انگڑائیاں اس وقت آتی ہیں، جب نشہ اتر رہا ہو اور شراب کی
 طلب انہیں پریشان کرے۔ شراب صرف ساقی پاسکتا ہے، جس کا انتظار ہو رہا
 ہے۔ اسی لیے ہر شراب خانہ اور اس کی ہر شے خمیازے کی صورت اختیار کر گئی۔
 شاعر نے شعر میں صرف یہ بتایا ہے کہ پینے والے خمار میں مبتلا ہیں، ساقی موجود نہیں،
 اس کا انتظار ہو رہا ہے۔

۲۔ شرح :- ہم نے وحشت کی پگڈنڈی پر ایک ہی قدم اٹھایا تھا، یعنی
 ہم پر وحشت کی بالکل ابتدائی حالت طاری ہوئی تھی۔ ساتھ ہی اس کائنات کی
 کتاب کا درس ہم پر واضح ہو گیا۔ یعنی ہم نے سمجھ لیا کہ اس کتاب میں کیا کچھ لکھا ہے اور
 جو کچھ سمجھا، اس کی حقیقت یہ ہے کہ وحشت یعنی شوق و شیفگی کی انتہائی حالت دونوں
 جہانوں کے اجزاء کا شیرازہ ہے۔

مطلب یہ کہ اگر دونوں جہانوں کے اجزاء کو کتاب کے اوراق فرض کیا جائے۔
 تو ان اوراق کا بندھن اور انہیں اکٹھا رکھنے والا رشتہ وہ پگڈنڈی، وہ راستہ ہے،
 جس پر جنون عشق میں قدم رکھا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جنون عشق ہی اس

مانع وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے
 خانہ مجنون صحرا گرد بے دروازہ تھا
 پوچھ مت رسوائی انداز استغنائے حسن
 دست مرہون حنا، رخسار رہن غارہ تھا
 نالہ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد
 یادگارِ نالہ اک دیوان بے شیرازہ تھا